دُھوپ اور سایہ

پروفیسر وسیم احمد

اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت ورحمت کائنات کی ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ رحمٰن ورحیم ہے (الفاتحہ)۔ اس کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشار ہے:

وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ ؕ (اعراف ۷:۱۵۶) اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ دَآئِبَيۡنِ‌ ۚ وَسَخَّرَ لَـكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۞ وَاٰتٰٮكُمۡ مِّنۡ كُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡهُ‌ ؕ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَـظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ ۞ (ابراہیم ۱۴:۳۳-۳۴) اور اس (اللہ) نے سورج اور چاند کو تمھارے لیے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جارہے ہیں اور رات اور دن کو تمھارے لیے مسخر کیا۔ اور تم کو وہ سب کچھ دیا جو تم نے مانگا (یعنی تمھاری فطرت کی ہر مانگ پوری کی)۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ بے شک انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

تفہیم القرآن میں ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا مودودی نے لکھا ہے کہ مسخر کرنے کا مطلب ان کو ایسے قوانین کا پابند بنانا ہے، جس کی بدولت یہ انسان کے لیے نافع ہوگئے ہیں۔

اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کا کسی ایک زاویے سے بھی احاطہ کر پانا ناممکن ہے۔ اس مضمون میں دھوپ اور سایے کے تعلق سے ان پر کچھ نظر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

دھوپ اور سایہ بظاہر متضاد چیزیں ہیں۔ سایے کو عام طور پر راحت اور آرام کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ دھوپ میں بظاہر ایسا نہ ہو لیکن ذرا غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دھوپ خود

کاروبارِ زندگی لیے نہایت اہم اور ضروری ہے۔ دوسرے دھوپ ہی سایے کی اہمیت اور افادیت کی پہچان بنتی ہے۔ اگر دھوپ نہ ہو تو سایہ بھی نہیں رہتا۔

جس طرح گھنا سایہ رب کریم کی رحمتوں کا مظہر ہے اسی طرح دھوپ کو بھی اس نے سایے دار درخت اور اس کے ساتھ ہی دوسری زمینی مخلوقات کے لیے رحمت اور رزق کا سامان بنا دیا ہے۔ وہ اس دھوپ کو قابل برداشت اور اکثر صورتوں میں خوش گوار بنائے رکھتا ہے۔

سایہ دار درخت اور زمین پر پھیلے ہوئے تمام پیڑ پودے، جڑی بوٹیاں سورج کی روشنی (دھوپ) میں ہی اپنی خوراک بناتے ہیں اور نشوونما پاتے ہیں اور اسی عمل میں وہ ماحول کی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر کے آکسیجن نکالتے ہیں جو زندگی کے لیے ناگزیر ہے۔ اس دوران استعمال ہونے والی سورج کی توانائی (Solar Energy) کا ایک حصّہ پیڑ پودوں کی پتیوں، ڈالوں اور تنوں میں محفوظ ہوجاتا ہے جو انھیں جلا کر دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح پیڑ پودے شمسی توانائی کے بہترین ذخیرے کے طور پر کام کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ﴿۸۰﴾ (یٰسٓ ۳۶:۸۰) (اللہ) جس نے تمھارے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا کردی اور تم اس سے اپنے لیے آگ سلگاتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ﴿۷۳﴾ (الواقعہ۵۶:۷۱-۷۳) کبھی تم نے خیال کیا، یہ آگ جو تم سلگاتے ہو، اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے، یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے اس کو یاددہانی کا ذریعہ اور حاجت مندوں کے لیے سامانِ زیست بنایا۔

آج کل شمسی توانائی کو محفوظ کرنے اور ذخیرہ کرنے کے نئے نئے طریقے ایجاد ہوگئے ہیں جن سے بڑے پیمانے پر شمسی توانائی سے بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ جگہ جگہ دھوپ کے مواقع پر سولر پینل (Solar Panels) لگ رہے ہیں اور دھوپ سے بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ ان فوائد سے بڑھ کر پیڑ پودوں کے پھل پھول اور پتیاں ہی انسانوں اور جانوروں وغیرہ کی غذا بنتے ہیں اور

انھی سے پھر گوشت اور دودھ وغیرہ بھی بنتے ہیں۔ اس طرح پیڑ پودے خاموش خدمت میں لگے ہوتے ہیں جس کا سارا انتظام رب کریم کی طرف سے ہوتا ہے۔قرآن کریم میں جگہ جگہ اس کا بیان مختلف انداز میں ہوا ہے۔(المؤمنون ۲۳:۱۷۔۲۲،قٓ ۵۰:۶۔۱۱)

سورۃ الشعراء میں ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ (الشعراء ۲۶:۷-۹) کیا انھوں نے زمین کی طرف نگاہ نہیں کی ، ہم نے اس میں کتنی نوع بنوع کی فیض بخش چیزیں اُگا رکھی ہیں؟ اس میں بے شک بہت بڑی نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور بے شک تمھارا رب غالب بھی ہے، مہربان بھی۔(ترجمہ تدبر قرآن، ازمولانا امین احسن اصلاحی)

سورۂ شعراء میں خاص طور سے انبیائے سابقین کے حالات زندگی سے رب کریم کی رحمت اورقدرتِ کاملہ کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں اور نبیؐ پر ایمان لانے سے انکار کرنے والوں کو ان کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے،لیکن سب سے پہلے (آیت ۲۶:۷) شانِ رحمت و ربوبیت کی وہ نشانی پیش کی گئی ہے جو سب کے سامنے ہے اورتھوڑے غور وفکر سے بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے۔

دھوپ اپنی ساری افادیت کے باوجود اگر مستقل طور پر ہمارے اوپر پھیلی رہے تو ایک مصیبت بن جائے جس کا اندازہ گرمیوں میں ہوتا ہے، اور سردیوں میں اس کا بھی اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے کہ دھوپ ہماری زندگی کے لیے کتنی ضروری ہے۔ سائنسی تحقیقات اس پر روشنی ڈالتی ہیں کہ اگر ایک لمبی مدت تک زمین سورج کی روشنی سے محروم ہوجائے تو موجودہ نظام میں زمین پر زندگی معدوم ہوسکتی ہے، لیکن رب کریم نے دن کا ایک معتدل فیض بخش نظام قائم فرمایا ہے۔ زمین اپنی دھرے (Axis) پر تقریباً ۲۴ گھنٹوں میں ایک چکّر پورا کرتی ہے، جس سے رات اور دن باری باری آتے رہتے ہیں، اور اپنے دھرے پر تقریباً ۲۳ ڈگری زاویے پر جھکی رہتے ہوئے سورج کے گرد سال (تقریباً ۴/۱، ۳۶۵ دن) میں ایک چکّر پورا کرتی ہے۔جس سے رات، دن گھٹتے بڑھتے ہیں اور موسم کی تبدیلی وغیرہ جیسے بے شمار فوائد اعتدال کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾ (البقرہ ۲: ۱۶۴) بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدایش میں اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں اوران کشتیوں میں جو سمندر میں ان چیزوں کے لیے چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں۔ اور اللہ نے جو آسمان سے پانی نازل کیا، پھراس کے ذریعے سے زمین کو جو مُردہ ہوچکی تھی زندہ کیا اور ان ہرقسم کے جانوروں میں جو اس نے زمین میں پھیلائے ہیں اور ہواؤں کے پھیر بدل میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر کردیے گئے ہیں عقل مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

دن اور رات بھی دھوپ اور سایے کی بڑی اور پھیلی ہوئی شکلیں ہیں۔ زمین کے جس آدھے حصّے پر سورج چمک رہا ہوتا ہے، اسی کا سایہ دوسرے آدھے حصّے پر پڑتا ہے اور وہاں رات ہوتی ہے۔ کاروبار زندگی کے لیے دن اور رات کا مناسب رفتار سے آنا جانا جو اہمیت رکھتا ہے واضح ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوۡ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَیۡهِ دَلِیۡلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضۡنٰهُ اِلَیۡنَا قَبۡضًا یَّسِیۡرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّیۡلَ لِبَاسًا وَّالنَّوۡمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوۡرًا ﴿۴۷﴾ (الفرقان ۲۵: ۴۵-۴۷) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے سایے کو کس طرح پھیلا دیا ہے؟ اگر چاہتا تو اسے ٹھیرا ہوا ہی کر دیتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس پر دلیل بنا دیا (یعنی دھوپ سے ہی سایے کا پتا چلتا ہے۔ اگر سورج نہ ہو تو سایہ بھی نہ ہو)۔ پھر ہم نے اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ لیا اور وہی ہے جس نے رات کو تمھارے لیے پردہ بنایا اور نیند کو راحت بنایا اور دن کو جی اُٹھنے کا وقت (جو کاروبار زندگی کے لیے ضروری ہے)۔

سورۂ قصص میں بھی یہ بات کچھ اور وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ ارشاد ہوا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ (القصص ۲۸:۷۲-۷۳) ان سے کہو کیا تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمھیں رات لا دے، تا کہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو؟ کیا تم کو سوجھتا نہیں؟ یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمھارے لیے رات اور دن بنائے تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کرو اور (دن میں) اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

رب کریم کی عطا کردہ بے شمار نعمتیں ہیں جن کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا لیکن وہ ہماری زندگیوں میں ایسی شامل ہیں کہ اکثر ان کی قدر و قیمت کا احساس نہیں رہتا۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، اے اللہ! ہماری مدد فرما کہ ہم تیرا ذکر، تیرا شکر اور تیری عبادت بہ حسن و خوبی کرتے رہیں۔